

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) ایس یو پی پی-8 ایس سی آر

صدر، بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، اوریا اور دیگر

بنام

ڈی۔ سووینکر اور دیگر

14 نومبر 2006

(ارتجیت پسیات اور لوکیشور سنگھ پنٹا، جسٹس صاحبان)

تعلیم۔ بورڈ آف ایجوکیشن کے ذریعے امتحان کا انعقاد۔ مارکس پرچہ میں غلطیاں۔ امتحان دینے والی عدالت عالیہ کے ذریعے جوابی پرچہ کی از سر نو تشخیص کی درخواست میں کہا گیا ہے کہ بورڈ کے ضابطے از سر نو تشخیص کے لیے فراہم نہیں کرتے بلکہ بورڈ کی لاپرواہی کے لیے لاگت عائد کرتے ہیں۔ اپیل پر کہا گیا: بورڈ پر یہ ضروری ہے کہ وہ ہر امیدوار کو درست مارکس پرچہ جاری کرے۔ بورڈ کا ضابطہ بندی کسی دوبارہ تشخیص کے لیے فراہم نہیں کرتا بلکہ مارکس کے اضافے کے لیے فراہم کرتا ہے۔ پہلی غلطی کمپیوٹر فرم کی طرف سے کی گئی غلط اندراج کی وجہ سے ہوئی لیکن دوسری اصلاح مارکس کے اضافے کے لیے استدعا کی بنیاد پر تھی۔ اس طرح، کمپیوٹر فرم، نائب ممتحن اور پڑتال کنندہ کے ساتھ ان کے اعمال کے لیے لاپرواہی۔ تاہم، بورڈ اپنی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتا۔ عدالت عالیہ کا حکم بورڈ پر ہر جانہ عائد کرتا ہے لیکن بڑی رقم کمپیوٹر فرم سے وصول کی جانی چاہیے۔

بورڈ آف ایجوکیشن کے ذریعے تعلیمی امتحان۔ بورڈ کے ذریعے امتحان دہندگان کے انتخاب کا انعقاد اور امتحان دہندگان کے ذریعے جوابی پرچوں کی تشخیص۔ رہنما خطوط خطوط میں کہا گیا ہے۔

مدعا علیہ نمبر 1 اپیل کنندہ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے زیر اہتمام امتحان میں حاضر ہوا۔ نتائج کا اعلان کیا گیا اور مدعا علیہ نمبر 1 نے 750 میں سے 654 نمبر حاصل کیے۔ جواب دہندہ نمبر 1 کو حاصل کردہ نمبروں پر شک تھا اور اس نے بورڈ کے سامنے نمائندگی کی۔ جوابی اسکرپٹ کی تصدیق پر یہ پایا گیا کہ ایک پیپر میں جواب دہندہ نمبر 1 نے کمپیوٹر میں غلط اندراج کی وجہ سے مارکس پرچہ میں دکھائے گئے 35 کے بجائے 65 نمبر حاصل کیے۔ اس غلطی کو درست کیا گیا اور نئی مارکس پرچہ جاری کی گئی۔

بسمایا موہنتی اور دیگر بنام بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، اڑیسہ کی نمائندگی ان کے سکریٹری اور دیگر نے کی۔ عدالت عالیہ نے ہدایت دی کہ مخصوص تعداد سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کی جوابی پرچوں کی تین معائنہ کاروں کی کمیٹی کے ذریعے دوبارہ جانچ کی جائے تاکہ نمبروں میں معمولی تغیر کی وجہ سے نا انصاف ہونے کے امکان سے بچا جاسکے۔ اس کے مطابق بورڈ نے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ کٹ آف مارک 682 مقرر کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نمبر 1 نے اپیل کنندہ بورڈ کے ذریعے جوابی پرچہ کی از سر نو تشخیص کی درخواست کرتے ہوئے عرضی درخواست دائر کی جیسا کہ 682 سے زائد نمبر حاصل کرنے والے امیدواروں کے معاملے میں کیا گیا تھا۔ جانچ پڑتال کی گئی۔ یہ پایا گیا کہ درخواست گزار نے 65 کے بجائے 71 نمبر حاصل کیے تھے اور امیدوار کے حاصل کردہ کل نمبر 690 تھے۔ عدالت عالیہ نے عرضی درخواست کو یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا کہ دوبارہ تشخیص کے لیے کسی بھی قواعد و ضوابط کے تحت کوئی توضیح نہیں ہے لیکن اس کے لیے 20000 روپیہ کا حکم دیا گیا ہے، بورڈ کی لاپرواہی کے لیے۔ اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیلنٹ بورڈ نے دعویٰ کیا کہ عدالت عالیہ مدعا علیہ نمبر 1 کی استدعا کو مسترد کرنے میں جائز ہے۔ دوبارہ تشخیص کے لیے اور اس طرح ابتدائی غلطی کے لیے لاگت کا نفاذ جس کی بعد میں اصلاح کی گئی تھی، نا قابل قبول تھا؛ کہ کمپیوٹر فرم اور اسسٹنٹ ایگزامینر اور اسکرپٹنگ نائز نمبروں

کے غلط اندراج کے ذمہ دار تھے؛ اور یہ کہ معائنہ کاروں کے انتخاب کے معاملے میں مناسب خیال رکھا گیا۔

اپیل کو نمٹاتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1-1۔ یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ بورڈ کے قواعد و ضوابط کسی بھی دوبارہ تشخیص کے لیے فراہم نہیں کرتے ہیں۔ جو کچھ فراہم کیا جاتا ہے وہ مارکس کے اضافے کے لیے ہوتا ہے۔ بسمایا موہنتی کے معاملے میں دی گئی ہدایت کے مطابق بورڈ نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ ابتدائی طور پر امیدوار کے کیس کا احاطہ نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اصلاحات کی وجہ سے اس کے کیس پر غور کیا جانا تھا۔ ان کے کل نمبر 690 تھے، جبکہ بورڈ کی طرف سے مقرر کردہ کٹ آف نمبر 682 تھے۔ (1140 جی۔ ایچ۔: 1150۔ اے)

1-2۔ اپیلیٹ بورڈ یقیناً پر بے عیب نہیں ہے۔ غیر متنازعہ طور پر، مدعا علیہ نمبر 1 کو فراہم کردہ مارکس پرچہ میں کم نمبر دکھائے گئے۔ پہلی مارکس پرچہ میں بتائے گئے کل نمبر 654 تھے۔ آخر میں مارکس پرچہ جاری کی گئی جس میں مجموعی نمبر 690 دکھائے گئے۔ کمپیوٹر فرم، نائب ممتحن اور پڑتال کنندہ پر الزام لگانے کے علاوہ، اپیل کنندہ بورڈ کی طرف سے وضاحت کے طور پر مزید کچھ پیش نہیں کیا گیا ہے۔ پہلی غلطی کمپیوٹر فرم کی تھی لیکن دوسری اصلاح واضح طور پر نشانات کے دوبارہ اضافے کی استدعا کی بنیاد پر ہے۔ یہ پایا گیا کہ اصل میں حاصل کردہ نمبر 71 تھے جبکہ جوابی پرچہ کے سرورق پر 65 کے طور پر نشانات درج کیے گئے تھے۔ اس کے لیے نائب ممتحن اور پڑتال کنندہ پر الزام لگانا پڑتا ہے۔ لیکن یہ بورڈ کو فرار کا راستہ فراہم نہیں کرتا ہے۔ (1150۔ اے۔ سی)

1-3۔ بالآخر، یہ بورڈ ہے، جسے اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ امیدواروں کو صحیح مارکس پرچہ جاری کی جائے کیونکہ ہائی اسکول سٹوفلیٹ میں حاضر ہونے والے امیدوار کم عمر کے ہیں۔ اگر غلطی سے بورڈ امیدواروں کے غلط نمبروں کی نشاندہی کرتا ہے، تو اس کا کم عمر کے امیدواروں کے ذہن پر منفی اثر پڑنے کا پابند ہے۔ لہذا، بورڈ کی طرف سے یہ یقینی بنانا ضروری ہے کہ ہر امیدوار کو غلطی کے بغیر مارکس پرچہ جاری کی جائے۔ کمپیوٹر فرم کی یہ استدعا کہ امیدواروں کی بڑی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے غلطی سنگین نہیں ہے، قبول نہیں کی جاسکتی۔ کمپیوٹر اندراجات درستگی کو یقینی بنانے اور ان نقائص کو دور کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں جو دستی طور پر نشانات کی ریکارڈنگ سے پیدا ہوتے ہیں اور درستگی کو یقینی بناتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ نائب ممتحن اور پڑتال کنندہ نے اپنی نوکریاں لے لی ہیں، ان کی لاپرواہی اور اعمال کے نتیجے میں ہونے والے نتائج سے بے خبر ہیں۔ لہذا، بورڈ کی طرف سے مدعا علیہ نمبر 1 کو Rs.20,000 کی رقم ادا کی جانی ہے جس میں سے وہ 15,000 کمپیوٹر فرم سے وصول کریگا۔ بورڈ کی جانب سے نائب ممتحن اور پڑتال کنندہ کے خلاف ان کی لاپرواہی کے لیے کی گئی کارروائی کو برقرار رکھا گیا ہے۔ (1150-سی-ایف)

1-4۔ اگرچہ اس کی طرف سے حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر (مثال کے طور پر 690) مدعا علیہ نمبر 1 کے معاملے پر کمیٹی کو غور کرنا چاہیے تھا، لیکن موجودہ موقع پر ایسا کرنے کی ہدایت دینے سے کوئی مفید مقصد پورا نہیں ہوگا۔ (1151-اے-بی)

بسمایا موہنتی اور دیگران بنام بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، اڑیسہ کی نمائندگی اس کے سکریٹری اور دیگر، (1996) 1 اوایل آر 134؛ مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سیکنڈری اینڈ ہائر سیکنڈری ایجوکیشن اور دیگر بنام پرتیش بھوپیش کمار شیٹھ، وغیرہ، اے آئی آر (1984) ایس سی 1543؛ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن بمقابلہ پرواس رجن پانڈا اور دیگر۔ 2004 کا سی۔ اے نمبر 5413-5414 جس کا فیصلہ سپریم کورٹ نے 13.8.2004 پر کیا، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار فیصلہ: 2006 کی دیوانی اپیل نمبر۔ 4926

2004 کا ڈبلیو پی (سی) نمبر 7709 کلک میں اڑیسہ کی عدالت عالیہ کے آخری فیصلے
اور حکم سے

اپیل گزاروں کی طرف سے جرنجن داس اور سویتا کیتو مشرا۔

جواب دہندگان کے لیے سنجے کمار دوبے، اے ایس بھسمے، املاان کمار گھوش اور کے ساردا
دیوی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ارجیت پسیات، جسٹس اجازت دی گئی۔

اس اپیل میں چیلنج اڑیسہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے ذریعے دیے گئے فیصلے کو ہے۔

یہ کہتے ہوئے کہ اپیلنٹ بورڈ کے کسی بھی اصول یا ضابطے کے تحت دوبارہ تشخیص کے لیے
کوئی توضیح نہیں تھا، مدعا علیہ نمبر 1 کو اصل میں موصول ہونے والے کل نمبروں کے بارے میں
غلط اطلاع دینے پر 20,000 روپے کی رقم دی گئی۔

مختصر طور پر پس منظر کے حقائق مندرجہ ذیل ہیں:

مدعا علیہ نمبر 1 اپیل کنندہ بورڈ کے زیر اہتمام ہائی اسکول سٹوفلیٹ امتحان 2004 میں حاضر ہوا۔ مذکورہ امتحان کا نتیجہ 25.6.2004 پر شائع کیا گیا تھا۔ ابتدائی طور پر، جواب دہندہ نمبر-1 پہلی ڈویژن میں 750 میں سے 654 نمبر حاصل کر کے پاس ہونے کا اعلان کیا گیا۔ جواب دہندہ نمبر-1 ایک نمائندگی کی جس میں نشاندہی کی گئی کہ مارکس پرچہ میں مارکس کا غلط ذکر کیا گیا ہے۔ جوابی اسکرپٹ کی تصدیق کی گئی، اور یہ پایا گیا کہ ایک پیپر یعنی ایس ایس ایچ میں دیے گئے نمبر غلط طور پر 35 کے طور پر دکھائے گئے تھے حالانکہ جواب دہندہ نمبر 1 نے واقعی 65 نمبر حاصل کیے تھے۔ نشاندہی کی گئی کہ غلطی کمپیوٹر میں غلط اندراج کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ٹیولیشن رجسٹر میں اس غلطی کو درست کیا گیا اور 7.7.2004 پر تازہ مارک پرچہ جاری کی گئی۔ نظر ثانی شدہ مارکس پرچہ بالاسور کے زونل آفیسر کو ہیڈ ماسٹر، این ایس پولیس ہائی اسکول میں منتقل کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی جہاں درخواست گزار نے پڑھائی پر مقدمہ چلایا تھا۔ ستمبر 2004 میں جواب دہندہ نمبر-1 عرضی درخواست دائر کی۔ واضح رہے کہ بورڈ نے بسمایا موہنتی کے معاملے (اوپر) میں دی گئی ہدایت کے مطابق ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ کٹ آف مارک 682 مقرر کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اس وقت جواب دہندہ نمبر-1 ان کے نمبر 654 لیے گئے، کمیٹی نے ان کے کاغذات کی جانچ نہیں کی۔ چونکہ امیدوار نے نمبروں کے اضافے کی جانچ کے لیے مطلوبہ فیس جمع کی تھی، اس لیے یہ مشق کی گئی اور یہ نوٹ کیا گیا کہ ایس ایس ایچ کے پرچہ میں اس نے 71 نمبر حاصل کیے تھے نہ کہ 65 جیسا کہ سرورق صفحہ میں پوسٹ کیا گیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں، امیدوار کے حاصل کردہ اصل نمبر 690 تھے نہ کہ 654 جیسا کہ اصل میں درج کیا گیا تھا۔

عدالت عالیہ نے عرضی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ دوبارہ تشخیص کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن بورڈ کی لاپرواہی کے لیے 20,000 روپے کی ادائیگی کی ہدایت کی۔ عرضی درخواست میں بنیادی استدعا یہ تھی کہ اپیل کنندہ بورڈ کو جوابی پرچہ کی دوبارہ تشخیص کرنے کی ہدایت

کی جائے جیسا کہ 682 سے زائد نمبر حاصل کرنے والے امیدواروں کے معاملے میں کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے عدالت عالیہ نے بسمایا موہتی اور دیگر بنام بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، اڑیسہ کی نمائندگی اس کے سکریٹری اور دیگر نے کی۔ (1996) 1 اوایل آر 134 نے ہدایت دی تھی کہ مخصوص نمبروں سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کی جوابی پرچہ کی تین امتحان دہندگان کی کمیٹی کے ذریعے دوبارہ جانچ کی جائے تاکہ کچھ مخصوص معاملات میں چیف امتحان دہندگان کو دیے گئے اختیارات پر غور کرتے ہوئے نمبروں میں معمولی تغیر کی وجہ سے نا انصاف کے امکان سے بچا جاسکے۔

بورڈ عائد کی گئی لاگت کے خلاف اپیل کر رہا ہے۔ جیسا کہ اس عدالت نے مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری ایجوکیشن اور دیگر میں بنام پریٹوش بھوپیش کر مارشیٹھ۔ وغیرہ۔ میں مشاہدہ کیا۔ اے آئی آر (1984) ایس سی 1543، یہ مفاد عامہ میں ہے کہ عوامی امتحانات کے نتائج کے شائع ہونے پر ان کے ساتھ کچھ حتمی تعلق ہونا چاہیے۔ اگر امیدواروں کی موجودگی میں معائنہ، تصدیق اور دوبارہ تشخیص کی اجازت دی جانی ہے، تو یہ مجموعی اور غیر معینہ مدت تک غیر یقینی کا باعث بن سکتا ہے، خاص طور پر امیدواروں کی متعلقہ درجہ بندی وغیرہ کے حوالے سے، اس کے علاوہ اس عمل میں شامل محنت اور وقت کی وسعت کی وجہ سے مکمل الجھن کا باعث بن سکتا ہے۔ عدالت کو اپنے خیالات کو تبدیل کرنے میں انتہائی ہچکچاہٹ محسوس کرنی چاہیے کہ تعلیمی معاملات کے سلسلے میں کیا دانشمندانہ، سمجھدار اور مناسب ہے، اس کی ترجیح ان پیشہ ور افراد کو دی جانی چاہیے جو تکنیکی مہارت اور تعلیمی اداروں اور ان کو کنٹرول کرنے والے محکموں کے روزمرہ کے کام کاج کا بھرپور تجربہ رکھتے ہیں۔ عدالت کے لیے یہ مکمل طور پر غلط ہوگا کہ وہ اس نوعیت کے مسائل کے لیے ایک نظریاتی اور خالص طور پر مثالی نقطہ نظر اختیار کرے، جو نظام کے کام کرنے میں شامل زمینی سطح کے مسائل سے الگ تھلگ ہو اور ان نتائج سے بے خبر ہو جو اس صورت میں سامنے آئیں گے جب عملی نقطہ نظر کے برخلاف خالصتاً مثالی نظریہ پیش کیا جائے۔ مذکورہ بالا

احاطے میں، اس بات پر غور کیا جانا چاہیے کہ بورڈ نے تشخیص کے صفر عیب کے نظام، یا ایک ایسے نظام کی یقین دہانی کرائی ہے جو تقریباً فول پروف ہے۔

امتحان دہندہ کی طرف سے نمبروں کا انعام منصفانہ ہونا چاہیے، اور اس حقیقت پر غور کرتے ہوئے کہ قانون کے تحت دوبارہ تشخیص جائز نہیں ہے، امتحان دہندہ کو محتاط رہنا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا اس کا فرض ہے کہ جوابات کا مناسب اندازہ کیا جائے۔ موقع یا قسمت کا کوئی عنصر متعارف نہیں کرایا جانا چاہیے۔ امتحان ایک طالب علم کے مستقبل کی ترقی کے لیے ایک قدم ہے۔ دوبارہ تشخیص کے لیے کسی تو ضیع عدم موجودگی امتحان دہندہ کے لیے جوابی اسکرپٹ کا من مانی طور پر جائزہ لینے کے لیے ڈھال نہیں ہو سکتی۔ یہ اس تصور کے خلاف ہوگا جس کے لیے دوبارہ تشخیص جائز نہیں ہے۔

بورڈ کے فاضل وکیل نے کہا ہے کہ امتحان دہندگان کے انتخاب کے معاملے میں مناسب خیال رکھا جاتا ہے۔ بورڈ کے ذریعے اپنائے جانے والے طریقہ کار کو درج ذیل بتایا گیا تھا:

مختلف مضامین پڑھانے والے اساتذہ کے نام اسکولوں سے ٹیچرز فہرست فارم کے نام سے ایک مقررہ فارم میں حاصل کیے جاتے ہیں۔ اساتذہ کے اشاریہ فارم میں اسکولوں کے ذریعہ فراہم کردہ ڈیٹا کمپیوٹر میں درج کیا جاتا ہے۔ ممتحن اور نائب ممتحن جانچ کرنے والوں کی حلقے کے لحاظ سے/موضوع کے لحاظ سے سناریو لسٹ تیار کی جاتی ہے۔ ویلیو ایشن سینٹر کے یونٹ چارٹ کو حتمی شکل دینے کے بعد ممتحن اور نائب ممتحن کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے۔ تشخیص کے مرکز سے اسکولوں کے فاصلے کو مد نظر رکھتے ہوئے امتحان کمیٹی بنائے گئے رہنما خطوط کی بنیاد پر کمپیوٹر کے ذریعے بنایا گیا معائنہ کار/جانچ کرنے والا۔ امتحان دہندگان کے انتخاب کے بعد، چیف امتحان دہندگان/اسسٹنٹ کی موضوع وار اور یونٹ وار فہرست کا کمپیوٹر پرنٹ۔ امتحان دہندگان اور جانچ

کرنے والوں کو حتمی شکل دی جاتی ہے، اور اس کے بعد تقرری کے احکامات جاری کیے جاتے ہیں۔ طے شدہ معیارات درج ذیل بتائے گئے ہیں:

(1) چیف ایگزامینرز کیلئے کم از کم تدریسی تجربہ اور اسٹنٹ ایسے ہی مقرر کیے جاتے ہیں۔

(ii) چیف ایگزامینرز کا تقرری باری باری اور اسٹنٹ سینارٹی کی بنیاد پر

(iii) کمی کی صورت میں تجربے کی پابندی میں نرمی کی جاسکتی ہے۔

(4) اسکرٹینرز کا تقرری مضامین کے اساتذہ میں سے کیا جاتا ہے جن کے پاس تدریسی تجربے کے مخصوص سال ہوتے ہیں۔

اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ جوابی کاغذات کی تشخیص کرنے والے امتحان دہندگان واقعی نوکری کے لیے تیار ہوں۔ ایسے معاملات میں سب سے اہم غور معائنہ کار کی صلاحیت ہے۔ بورڈ کا فرض ہے کہ وہ ایسے افراد کو بطور ممتحن منتخب کرے جن کے پاس تشخیص کرنے کی صلاحیت، صلاحیت ہو اور وہ واقعی اس کام کے لیے تیار ہوں۔ ورنہ، جوابی کاغذات کی تشخیص کا مقصد ہی مایوس ہو جائے گا۔ منصفانہ تخمینہ کاری کی کمی کے بارے میں خدشات ظاہر کرنے کے لیے بھی کچھ نہیں چھوڑا جانا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ سنہری پیمانے پر دو افراد کی تشخیص برابر نہیں ہو سکتی، لیکن وسیع تغیرات تشخیص کے نظام کی ساکھ کو متاثر کریں گے۔ اگر ایک ہی جواب کے لیے ایک امیدوار دوسرے سے زیادہ نمبر حاصل کرتا ہے تو یہ من مانی بات ہوگی۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے، جوابی کاغذات کی تشخیص کے معاملات میں مداخلت کی گنجائش بہت محدود ہے۔ مجبور کرنے والی وجوہات اور تشخیص میں بظاہر کمزوری کی وجہ سے عدالت مداخلت کرتی ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جن امتحان دہندگان کو کسی خاص مضمون کے لیے مقرر کیا گیا ہے ان کا تعلق ایک ہی فیکلٹی سے ہو۔ یہ آرٹس اسٹریم سے تعلق رکھنے والے استاد کی تشخیص کے نظام کا مذاق اڑایا جائے گا جسے سائنس اسٹریم کے

جوابی کاغذات کا جائزہ لینے کے لیے کہا جاتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی استاد کے پاس طبیعیات ہو۔ انٹرمیڈیٹ کی سطح پر کیمسٹری یا بائیولوجی، لیکن گریجویٹ کے مرحلے میں ان کے پاس زولوجی میں خصوصی پیپر تھا۔ ایسے استاد سے بوٹنی کے پیپر کا جائزہ لینے کے لیے کہنا مناسب نہیں ہوگا۔ اسی طرح انٹرمیڈیٹ کی سطح پر ریاضیات رکھنے والے استاد کے معاملے میں جب اس نے گریجویٹ کی سطح پر فزکس، یا کیمسٹری، یا بوٹنی میں اپنی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہو، تو اس کے ذریعہ ریاضیات میں جوابی پیپر کی تشخیص مناسب نہیں ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ اسے اس موضوع پر کام کرنے کا علم ہو۔ لیکن تشخیص ایک ایسے امتحان دہندہ کے ذریعے کی جانی چاہیے جو اس موضوع میں اچھی طرح سے لیس ہو۔ اس سے غلط تشخیص میں تغیر کے امکان کو مسترد کر دیا جائے گا۔ بورڈ کے حکام کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے بے ضابطگی کے حالات پیدا نہ ہوں۔ ایک استاد کو معائنہ کار مقرر کرنے سے پہلے اس کی صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے اضافی اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ اس مقصد کے لیے، بورڈ ان افراد کا انٹرویو کرنے کے لیے ماہرین کا ایک ادارہ تشکیل دے سکتا ہے جو امتحان دہندگان کے طور پر مقرر ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ عمل یقیناً پر وقت طلب ہے لیکن یہ ان مقاصد کو آگے بڑھائے گا جن کے لیے امتحانات منعقد کیے جاتے ہیں۔ چیف ایگزامینرز کو مناسب تخمینہ کاری کے معاملے میں حفاظتی والو کے طور پر کام کرنا چاہیے۔ ایک چیز جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا وہ ہے مارکس کا معمولی فرق جو میرٹ لسٹ میں امیدواروں کی جگہ کا تعین کرتا ہے۔

عدالت عالیہ نے ایک اور معاملے میں ہدایت دی ہے کہ 90 فیصد سے زائد نمبر حاصل کرنے والے تمام امیدواروں کے جوابی اسکرپٹ کو دوبارہ چیک کیا جائے۔ عدالت عالیہ کے مذکورہ فیصلے پر اس عدالت کے سامنے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن بنام پرواس رنجن پانڈا اور دیگر میں حملہ کیا گیا۔ 2004 کی دیوانی اپیل نمبر 5413-5414 - اس عدالت نے 13.8.2004 کے حکم کے ذریعے فیصلہ دیا کہ چونکہ دوبارہ تشخیص کا کوئی تو ضیع نہیں ہے، اس لیے عدالت عالیہ کی ہدایت پاسیدار نہیں تھی۔

فوری معاملے میں عدالت عالیہ کا خیال تھا کہ بسمایا موہنتی کے معاملے (اوپر) میں پہلے کے نقطہ نظر کو اس عدالت نے دیوانی اپیلوں میں منظور نہیں کیا تھا۔

اپیل کنندہ بورڈ کے فاضل وکیل کے مطابق عدالت عالیہ نے مدعا علیہ نمبر 1 کی دوبارہ تشخیص کی استدعا کو مسترد کرتے ہوئے عرضی درخواست کو مسترد کرنے کا جواز پیش کیا۔ یہ موقف اختیار کرنے کے بعد کہ عرضی درخواست کو مسترد کیا جانا تھا، ابتدائی غلطی کے لیے لاگت کا نفاذ جسے بعد میں درست کیا گیا تھا واضح طور پر ناقابل قبول ہے۔

نوٹس جاری کر کے 5.9.2005 کے حکم ذریعے یہ ہدایت کی گئی تھی کہ کمپیوٹر فرم اور اسٹنٹ ایگزامینر اور اسکروٹائزرز جو مارکس کے غلط اندراج کے ذمہ دار تھے، کو نوٹس کیا جائے۔ کمپیوٹر فرم کا موقف یہ تھا کہ چونکہ کئی لاکھ طلباء کے لیے اندراجات کیے گئے تھے، اس نوعیت کی غلطی کو اہمیت نہیں دی جانی چاہیے۔

یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ بورڈ کے قواعد و ضوابط کسی بھی دوبارہ تشخیص کے لیے فراہم نہیں کرتے ہیں۔ جو کچھ فراہم کیا جاتا ہے وہ مارکس کے اضافے کے لیے ہوتا ہے۔ بورڈ نے بسمایا موہنتی کے معاملے (اوپر) میں دی گئی ہدایت کے مطابق ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ ابتدائی طور پر امیدوار کے کیس کا احاطہ نہیں کیا گیا تھا۔

لیکن اصلاحات کی وجہ سے اس کے کیس پر غور کیا جانا تھا۔ ان کے کل نمبر 690 تھے، جبکہ بورڈ کی طرف سے مقرر کردہ کٹ آف نمبر 682 تھے۔

اپیل کنندہ بورڈ یقیناً پر بے عیب نہیں ہے۔ بلاشبہ، مدعا علیہ نمبر 1 کو فراہم کردہ مارک شیٹ میں کم نمبر دکھائے گئے تھے۔ پہلی مارک شیٹ میں بتائے گئے کل نمبر 654 تھے۔ آخر میں مارکس پرچہ جاری کی گئی جس میں مجموعی نمبر 690 دکھائے گئے۔ کمپیوٹر فرم، اسسٹنٹ ایگزامینر اور اسکروٹائٹرز پر الزام لگانے کے علاوہ، اپیل کنندہ بورڈ کی طرف سے وضاحت کے طور پر مزید کچھ پیش نہیں کیا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہ پہلی غلطی کمپیوٹر فرم کی تھی لیکن دوسری اصلاح واضح طور پر نشانات کے دوبارہ اضافے کی استدعا کی بنیاد پر ہے۔ یہ پایا گیا کہ اصل میں حاصل کردہ نمبر 71 تھے جبکہ جوابی شیٹ کے سرورق پر 65 کے طور پر نشانات درج کیے گئے تھے۔ اس کے لیے اسسٹنٹ ایگزامینر اور اسکروٹائٹرز پر الزام لگانا پڑتا ہے۔ لیکن یہ بورڈ کو فراہم کردہ راستہ فراہم نہیں کرتا ہے۔

بالآخر، یہ بورڈ ہی ہے جسے اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ امیدواروں کو صحیح مارکس پرچہ جاری کی جائے کیونکہ ہائی اسکول ٹیٹفکٹ میں حاضر ہونے والے امیدواروں کی عمر کم ہے۔ اگر غلطی سے بورڈ امیدواروں کے غلط نمبروں کی نشاندہی کرتا ہے، تو اس کا کم عمر کے امیدواروں کے ذہن پر منفی اثر پڑنے کا پابند ہے۔ لہذا، بورڈ کی طرف سے یہ یقینی بنانا ضروری ہے کہ ہر امیدوار کو غلطی کے بغیر مارکس پرچہ جاری کی جائے۔ کمپیوٹر فرم کی یہ استدعا کہ امیدواروں کی بڑی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے غلطی سنگین نہیں ہے، کوئی بنیاد نہیں رکھتی۔ کمپیوٹر اندراجات درستگی کو یقینی بنانے اور ان نقائص کو دور کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں جو دستی طور پر نشانات کی ریکارڈنگ سے پیدا ہوتے ہیں اور درستگی کو یقینی بناتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ نائب ممتحن اور پڑتال کنندہ نے اپنی لاپرواہی کی کارروائیوں کے نتیجے میں ہونے والے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اپنی ملازمت لے لی ہے۔ لہذا، بورڈ کو جواب دہندہ نمبر 1 کو 20,000 روپے کی رقم ادا کرنی ہوگی جس میں سے وہ کمپیوٹر فرم سے

15,000 روپیہ وصول کرے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بورڈ نے اسٹنٹ ایگزامینر اور اسکرٹانائزر کے خلاف ان کی لاپرواہی پر کارروائی کی ہے۔ ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی تصدیق کرتے ہوئے، ہم ان کی لاپرواہی اور لاپرواہی پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں جس کی وجہ سے غیر ضروری قانونی چارہ جوئی ہوئی ہے۔

عدالت عالیہ نے غلطی سے فیصلہ دیا ہے کہ اس عدالت نے بسمایا موہنتی کے معاملے (اوپر) میں دی گئی ہدایات کو منظور نہیں کیا۔ واضح رہے کہ 2004 کی دیوانی اپیل نمبر 5413-5414 میں بسمایا موہنتی کے معاملے (اوپر) میں فیصلے کی درستگی زیر غور نہیں تھی۔ عدالت عالیہ نے مذکورہ کیس میں متنازعہ فیصلے میں بسمایا موہنتی کے کیس (اوپر) میں دی گئی ہدایات سے الگ ہو گئی تھی اور اس پس منظر میں اس عدالت نے عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا۔

بسمایا موہنتی کے معاملے (اوپر) میں فیصلے کی درستگی کے بارے میں کوئی رائے ظاہر نہیں کی گئی۔ مزید برآں، بورڈ نے خود مذکورہ فیصلے کی بنیاد پر زیر غور سال میں کمیٹی تشکیل دی تھی۔

اگرچہ اس کے حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر (یعنی 690) مدعا علیہ نمبر 1 کے معاملے پر کمیٹی کو غور کرنا چاہیے تھا، ہمیں لگتا ہے کہ موجودہ موقع پر ایسا کرنے کی ہدایت دینے سے کوئی مفید مقصد پورا نہیں ہوگا۔

اپیل کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔ کوئی اخراجات نہیں۔

اپیل خارج کی گئی۔

این۔ جے

